حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس پُرحکمت اور مقدس قصے سے جہاں اور بہت سے فائدے کی باتیں معلوم ہوتی ہیں حکومتِ الٰہی کا بھی عملی سبق ملتا ہے اس لیے پڑھنے والوں کو چاہیے کہ وہ بھی اسی نیت سے اسی رنگ میں اس کو غور کے ساتھ پڑھیں اور عمل کریں۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوُدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۔ الیٰ آخر رکوع سورت النمل رکوع (۲)

حضرت سلیمان اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین بنائے گئے ابھی آپ کمسن ہی تھے کہ ایک عجیب و غریب طرح پر ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ یہ وہ جلیل الشان پیغمبروں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی بادشاہی کے علاوہ دنیا کی عظیم الشان بادشاہت بھی دی تھی۔ آپ کی دعا تھی کہ اے اللہ مجھکو ایسی بادشاہت عطا فرما جو ہمارے بعد کسی کو نہ ملے۔ اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خدائی حکومت کے بغیر انہیں آپ کو کیا کچھ نہ ملا ہوگا۔

حیوانات اور ہوا پر قبضہ

علم کی یہ انتہا تھی کہ حیوانوں کی بات سمجھتے تھے اور ان سے ہم کلام ہوتے تھے اور اختیارات اتنے وسیع کہ جنات اور ہوا پر قبضہ تھا جب سلیمان علیہ السلام کا تخت نکلتا تھا تو ہوا پر چلتا تھا اور خوبصورت پرندے ان پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوتے تھے۔

اگرچہ آج بھی ہوائی جہاز کے بنانے والے ہوا کو مسخر کیے ہوئے ہیں لیکن قرآن مجید جس تسخیر کی طرف اشارے کر رہا ہے وہ اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ یہاں کل پرزے کی محتاجی ہے وہاں اس کے

بے نیازی تھی یہاں یہ ہے کہ اگر ذرا سی غفلت ہو جائے بالکل پرزے میں خرابی آجائے تو قصہ پاک ہے ہی اور وہاں ہوا ہی زیر فرمان تھی اور نگہبان بھی۔ خواہش مشری تھی جب جی چاہا کہ ہوا تیز ہو تیز ہو اور جب میسر نہیں ہوتی کہ نرم ہو نرم ہو گئی پھر مسافت اس سرعت کے ساتھ طے ہوتی تھی کہ صبح کیا سیر کو نکلے تو منٹوں میں پہنچ گئے اور شام کی سیر نکلے تو شام میں موجود تھے اور بعض وقت تو ایسا بھی ہوا ہے کہ آنکھ جھپکنے میں ایک ملک کی چیزیں دوسرے ملک میں آگئی ہیں۔ مزید براں آپ کا تخت بھی کوئی چھوٹا موٹا تخت نہ تھا بلکہ اتنا لانبا چوڑا کہ فوج کی فوج اس پر سوار ہو جاتی تھی۔

معدنیات

معدنیات کے چشمے ابل پڑے تھے اور آسانی کے ساتھ جو چیز چاہتے اس سے بنا لیتے تھے۔ جس جگہ زمین میں دفینہ ہوتا تھا وہ زمین خود آواز دیتی تھی کہ مجھ میں یہ مال ہے یہاں سے دریا کے موتی نکال لئے اور عالیشان عمارتیں اور قلعہ جات بنانے کے لئے خاص خاص طاقتیں تھیں جو آن واحد میں سب خواہش اس کو انجام دیتی تھیں۔ غرض حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں اشیاء کے علوم اور ان کا مصرف جس قدر عام اور ترقی یافتہ تھا وہ آپ اپنی نظیر ہے۔

وادی النمل

ایک مرتبہ آپ کا گزر چیونٹیوں کی بستی پر ہوا۔ چیونٹیوں کے سردار نے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا اے چیونٹیو اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، سلیمانؑ کا لشکر آرہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں وہ تم کو پیس ڈالیں۔ سلیمان علیہ السلام اس کی یہ بات سن کر ہنس پڑے اور شاہ مور کو بلا کر پوچھا کہ تو نے مجھ سے اور میرے لشکر سے کوئی ظلم دیکھا جو ایسی بات کہی۔ شاہ مور نے کہا اے نبی اللہ میں نے اپنی رعیت پر شفقت اور مہربانی کے خیال سے اور احتیاطاً ایسا کہا ورنہ آپ یا آپ کے لشکر نے کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تم لوگوں کا یہی دستور ہے اور ہمیشہ اس طرح کی شفقت کیا

کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ یا نبی اللہ ہمارا یہی دستور ہے ایک کی خوشی ہی دوسرے کو خوشی اور ایک کے غم سے دوسرے کو غم ہوتا ہے اپنی خوشی میں ان کو شریک کرنا اور دوسرے کے غم میں ان کی غمخواری کرنا ہم پر لازم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان کا بادشاہ اسی لیے بنایا ہے تاکہ جب ایک چیونٹی کہیں مر جاتی ہے تو اس کو وہاں کسی اٹھوا کر اس کے گھر پر پہنچوانے کا بھی انتظام ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے ملکہ تو مجھے بہت عقلمند معلوم ہوتی ہے کچھ نصیحت کر، اس نے کہا! یا حضرت آپ کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری بھی دی ہے اور بادشاہی بھی لازم ہے کہ آپ اپنی رعیت کی نگہبانی کریں اور عدل و انصاف سے سب کو خوش رکھیں ظالم سے مظلوم کو داد دلوائیں میں ضعیف و مسکین ہوں مگر ہماری رعیت میں سے کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دعا کی کہ اے میرے رب میرے دل میں ڈال دے اور مجھے توفیق دے کہ میں تیرا شکر گزار بندہ بنا رہوں نیک کام کروں جس سے تو راضی ہے اور تیری رحمت کا مستحق ہو کر تیرے خاص بندوں میں شریک رہوں۔

ملکۂ سبا اور ہُد ہُد کی جاسوسی

حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم اور انتظام اس قدر وسیع اور مستحکم تھا کہ ایک دن ہُد ہُد کو غائب پایا تو فوراً دریافت کیا کہ ہُد ہُد نظر نہیں آتا اور اس بغیر اجازت غیر حاضری کا اگر معقول سبب وہ نہ بتائیگا تو سزا کا مستحق ہوگا۔ ہُد ہُد آیا تو آپ نے اس غیر حاضری کا سبب دریافت فرمایا ہُد ہُد نے جواب دیا کہ یا نبی اللہ میں ایسی خبر لا رہا ہوں کہ اس کی آپ کو بھی خبر نہیں ہے۔ اس ملک پر ایک عورت حکمراں ہے وہ کنواری ہے اور اس کا نام بلقیس ہے۔ اس کی حکومت میں سب کچھ ہے اور اس کا ایک تخت ہے جس کی خوبی اور بڑائی کیا عرض کروں یہ سب کچھ ہے لیکن وہاں کے باشندے آفتاب کی پرستش کرتے ہیں شیطان نے ان کی بدعملیوں کو زینت دے رکھا ہے اس لئے وہ راہ راست سے بے خبر ہیں حالانکہ پرستش کا مستحق صرف وہ اللہ ہے جو آسمان و

زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے ظاہر ہو یا پوشیدہ سب کو جانتا ہے۔ وہ اللہ جس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا! ہم تیری صداقت کا امتحان کرتے ہیں، ہمارا خط لے کر جا اور ملکہ کے پاس ڈال کر پوشیدہ ہو جا اور دیکھتا رہ کہ وہاں کے لوگ اس کے متعلق کیا کرتے ہیں۔ ہُدہُد نے ایسا ہی کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ملکۂ سبا کے نام

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ملکۂ سبا کے نام یہ تھا:-

إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾

یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے جو اللہ کا رسول ہے اور بیشک اس کا آغاز اس اللہ کے نام سے ہے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تم میرے مقابلہ میں تکبر نہ کرو اور ہم سے اس حال میں ملو کہ مسلمان ہو۔

ملکۂ سبا کا جواب

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي الی آخر رکوع

ملکۂ سبا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کو اپنے اعیانِ سلطنت کے سامنے پیش کیا اور اس اہم معاملہ میں ان سے رائے طلب کی۔ پہلے تو ان لوگوں نے اپنی قوت کا اظہار کر کے یہ جتایا کہ اگر ہماری قربانی کی ضرورت ہے تو یہ بھی ممکن ہے اور اخیر بات یہ ہے کہ باوجود اس کے آپ کو اختیار ہے جو مناسب سمجھیں کریں ہم سب اس کو بسر و چشم بجا لائیں گے۔

ملکہ نے اعیانِ سلطنت سے کہا! والیانِ ملک جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا

کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر ڈالتے ہیں اور ممکن ہے کہ سلیمان علیہ السلام بھی ایسا ہی کریں تاہم فی الحال میں اس بات کی ایک دوسری طرح پر آزمائش کرتی ہوں اور اس پر اپنے آخری فیصلہ کو منحصر کرتی ہوں۔

ملکہ سبا نے کچھ بیش قیمت ہدیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس روانہ کیے جس کا مطلب تھا کہ اگر سلیمان علیہ السلام نے ان تحفے تحائف کو قبول کر لیا اور خاموش رہ گئے تو سمجھ لیا جائیگا کہ یہ ایک دنیوی بادشاہ ہیں جن کو مال کا لالچ ہے پھر ان سے لڑائی کرنے میں مضائقہ نہیں اور اگر نہیں قبول کیا تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ خدا کے سچے رسول ہیں پھر ان سے جدال و قتال میں غالب آنا ممکن نہیں اور سچائی کو قبول کر لیا جائے گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جب یہ تحفے پہنچے جو بمنزلہ ایک رشوت کے تھے تو آپ نے الٹے پاؤں اس کو واپس کرایا اور کہلا بھیجا کہ جو کچھ میرے خدا نے مجھکو دے رکھا ہے اس کے مقابلہ میں یہ حقیر چیزیں کیا کوئی حقیقت نہیں رکھتیں میں نے جو کفر و شرک سے روک کر اسلام پیش کیا ہے اصل مقصد میرا یہی ہے اگر اس کو قبول نہیں کیا تو ہم ایسی فوجیں روانہ کرتے ہیں جس کا مقابلہ ناممکن ہوگا اور تمہارے لوگ ذلت کیساتھ گھروں سے نکال دیئے جائیں گے پھر غلامی کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں

ملکہ سبا کے ایلچی نامراد واپس آئے اور اپنی آنکھوں سے جو دبدبہ اور شان دیکھ کر آئے تھے اس کے علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام [illegible] الفاظ دہرائے تھے ان کو سنکر ملکہ سبا کو یقین ہو گیا کہ یہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں ان سے خود [illegible] اطاعت کو قبول کر لینا کرنا چاہیے چنانچہ معہ خدم و حشم کے ساتھ [illegible] کوچ ہوا ابھی یہ لوگ راستے ہی میں تھے کہ ہوائی ڈاک پہنچ گئی اور ہوا نے خود ہی اس پیغام کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیا کہ ملکہ سبا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا چاہتی ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ وہ عالیشان شاہی تخت جس کو ملکہ سبا اپنے وطن میں چھوڑ کر آ رہی تھی ملکہ کے آنے سے پیشتر اس کا تخت یہاں موجود ہو جائے ایک قوی ہیکل جن نے کہا! کہ میں لا دوں گا اس سے پیشتر کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں میں اس کام کو پورا کر دونگا اور میں امانت دار بھی ہوں اور بہت قوی بھی اتنے میں ایک دوسرے اللہ والے شخص نے کہا! میں اس سے بھی پہلے اس کام کو انجام دیدونگا یعنی آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے آپ کے سامنے اس تخت کو منگوا دونگا چنانچہ ایسا ہی کر دکھایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندوں کی طرح حمد و ثنا کی پھر تخت میں چند تبدیلیاں کر دیں تاکہ ملکہ سبا کی دانشمندی کو آزمائیں جب ملکہ کی سواری بھی آ پہنچی تو آپ نے تخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا! کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ گویا اسی طرح کا ہے اور پھر یہ کہا! آپ کے اس معجزے کے دیکھنے سے پہلے ہم لوگ آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام شیش محل میں رونق افروز تھے اور اس کے سامنے کا فرش صاف شفاف آئینہ کا تھا ملکہ سبا نے وہاں پہنچ کر اپنی پنڈلیوں سے یہ سمجھ کر کپڑا اوپر اٹھایا کہ پانی ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پکار کر کہا! بیبی آؤ! پانی نہیں یہ تو شیشوں سے بنا ہوا مکان ہے۔ اب ملکہ سبا بلقیس کو حضرت سلیمان کی صداقت پر اور بھی ایمان ہو گیا اور اسکا اپنے مسلمان ہونے پر اعتماد کیا اور سمجھ لیا کہ جس طرح ہماری عقل دنیا کے معاملے میں قصور کرتی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں تو ہر طرح آپ کی طرح دین کے معاملے میں بھی جو یہ سمجھتے ہیں وہاں صحیح ہے۔ تفسیر دانوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ملکہ سبا یعنی بلقیس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے شادی کر لی تھی۔

بیت المقدس کی تعمیر | حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کرائی اور اس کو

بڑے پیمانہ پر نہایت تزک و احتشام کے ساتھ زینت دی ایک دن ایک گنبد میں جو شیشہ کا بنا ہوا تھا اپنی عصا پر ٹیکا دیئے ہوئے کھڑے تھے کہ عزرائیل علیہ السلام نے دنیا سے کوچ کا پیام دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات

فلما قضینا علیه الموت ما دلهم علی موته الا دابة الارض تاکل منساته

فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المهین۔

اجنہ کا عقیدہ تھا کہ غیب کا علم بندوں کو بھی ہوتا ہے اس لئے سلیمان علیہ السلام کا وصال ایسی حالت میں ہوا کہ جنوں کو اپنے عقیدے کی غلطی معلوم ہوگئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی عصا کا ٹیکا لگائے اسی طرح کھڑے تھے کہ ملک الموت نے روح قبض کرلی اور کامل ایک سال تک لاش اسی شکل میں باقی رہی جب دیمک نے عصا کو کھا لیا تو آپ کی لاش زمین پر آرہی۔ اس اثنا میں بیت المقدس کی تعمیر جاری رہی کیونکہ کام کرنے والے سمجھتے رہے کہ آپ زندہ ہیں اور ہر روز ہمارے کام کو دیکھتے رہتے ہیں اس کے بعد معلوم ہوگیا کہ یہ ان کی غلطی تھی اور اگر وہ غیب کی خبر کو جانتے تو ان کی موت سے بھی آگاہ ہوجاتے اور اس کام کے کٹھن مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔

یٰاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ

جامۂ عبدیت ہی چاک ہو جہاں کا دور ہے
شیوۂ بندگی کہاں شیشۂ آذری کہاں
امت خیر کا یہی طغرۂ امتیاز ہے ؟؟؟

شانِ بلال کہیں ڈھنگ ہی اور نہ طور ہے
بولہبی کچھ اور ہے شانِ بلال اور ہے
بات کلامِ پاک کی لائقِ فکر و غور ہے

"مصلح"